جنرل مرزا اسلم بیگ٭

ایشیاء کے قلب میں اتحاد کی دھڑکن!

افغانستان میں تیزی سے تبدیل ہوتے ہوئے حالات سے امید کی کرن نظر آتی ہے کہ اب قابض فوجیں نکل چکی ہیں اور وہاں ماضی میں کی جانے والی 1990ء کی طرز کی سازشوں کا اعادہ ممکن نہیں ہے۔افغانوں کے مستقبل کا تعین کرنے کیلئے نئے ابھرنے والے عوامل کا تجزیہ کرتے وقت ماضی میں کی جانے والی سازشوں کو ذہن میں رکھنا لازم ہے جو سوویٹ یونین کی پسپائی کے بعد پرامن انتقال اقتدار کی راہ میں حائل ہوئی تھیں اور نتیجے میں افغانستان خانہ جنگی کا شکار رہوا تھا۔ طالبان سے تو جان چھڑا لی گئی لیکن افغانستان قابض فوجوں کے نرغے میں چلا گیا۔قابض فوجوں کی تیرہ سالہ ظالمانہ جنگ اب اپنے اختتام کو پہنچی ہے اور اس کے ساتھ ساتھ وہ سازشیں بھی دم توڑ چکی ہیں جو ملک میں ان کی حسب منشاء حکومت سازی کی راہ میں رکاوٹ تھیں اور اب یہی امر جنگ سے تباہ حال ملک میں قیام امن کی ضمانت ہے۔حال ہی میں بیجنگ میں منعقد ہونے والی Heart of Asia Conference بلاشبہ پرامن افغانستان کی نوید ثابت ہوگی اور بہت جلد افغانستان میں امن و استحکام کا نیا دور شروع ہوگا جس کا اظہار ان اہم عوامل سے بخوبی ہوتا ہے:

☆ طالبان اس جنگ میں فاتح کی حیثیت سے ابھرے ہیں اور انہوں نے مقصد سے پرخلوص وابستگی اور سیاسی بصیرت سے ثابت کر دیا ہے کہ وہ قوم کو ان کی حقیقی منزل تک پہنچانے کی صلاحیت رکھتے ہیں، وہ صدر اشرف غنی کی زیر قیادت قائم ہونے والی نئی حکومت سے مذاکرات کرنے کیلئے تیار ہیں جو بڑی خوش آئند بات ہے۔

☆ ملا عمر کے وہ الفاظ افغان قوم کی لگن کی صحیح ترجمانی اور منزل کا تعین کرتے ہیں' جو میں نے متعدد بار اپنے مضامین میں دوہرائے ہیں کہ" جب قابض فوجیں یہاں سے نکل جائیں گی تو ہم آزاد

٭سابق چیف آف آرمی سٹاف پاکستان، Email" friendsfoundation@live.co.uk

فضا میں ایسے فیصلے کریں گے جو پوری قوم کیلئے قابل قبول ہوں گے۔ہم دشمنوں کی چالوں میں نہیں آئیں گے' جنھوں نے ماضی میں ہمارے قومی اتحاد کو پارہ پارہ کیا۔"

☆ پیرس کے Foundation for Strategic Research نامی ادارے کے زیر اہتمام دسمبر 2012ء میں انٹرا افغان ڈائیلاگ (Intra-Afghan Dialogue) منعقد ہوئے تھے جن میں طالبان' شمالی اتحاد اور صدر کرزئی کے نمائندوں نے شرکت کی تھی۔اس میٹنگ میں ملا عمر کے عزم کی تائید کی گئی اور 2015ء تک قیام امن کا روڈ میپ بھی تیار کیا گیا ہے' جس میں امریکہ کی منظوری سے پاکستان کیلئے بھی ایک کردار متعین کیا گیا ہے۔اس میٹنگ میں اس عزم کا بھی اعادہ کیا گیا ہے کہ:"ہم متحد رہتے ہوئے وسیع البنیاد حکومت کے قیام اور افغانستان میں قیام امن کی کوششیں کرتے رہیں گے۔" حالیہ اقدامات انہیں کوششوں کا سلسلہ ہیں۔

☆ صدر اشرف غنی کی زیر قیادت قائم ہونے والی نئی افغان حکومت نے ایسے تمام مثبت اقدامات اٹھائے ہیں جن سے پیرس میں منعقد ہونے والی میٹنگ کے دوران کیئے گئے فیصلوں کی تائید ہوتی ہے۔یہ ایک خوش آئند پیش رفت ہے۔

☆ افغانستان کے صدر جناب اشرف غنی نے واضح کردیا ہے کہ افغانستان کے مستقبل کا فیصلہ منفرد انداز سے کیا جائے گا جس میں اپنے چھ قریبی ہمسایہ ممالک' پاکستان' ایران' چین' روس اور وسطی ایشیائی ممالک سے بہت ہی قریبی رابطہ رکھا جائے گا۔انہوں نے دیگر تمام ممالک سے اپنے اقدامات کی تائید کی توقع ہے۔

☆ ایک عرصہ بعد پاکستان اور افغانستان کے نظریاتی اور تہذیبی روابط مزید مضبوط ہو رہے ہیں جس سے بیرونی طاقتوں کی جانب سے دونوں برادر ممالک کے باہمی معاملات میں مداخلت کے امکانات ختم ہونگے

☆ حالات کے ستم سے مجبور امریکہ نے اپنا تذویراتی مرکز ایشیاء پیسیفک کی جانب منتقل کر دیا ہے' اب ایسا لگتا ہے کہ افغانستان میں رونما ہونے والی تبدیلیوں کے سبب' صدر اشرف غنی کی پاکستان سے قریبی تعلقات استوار کرنے کے اقدامات اور "ایشیاء کے قلب میں اتحاد قائم کرنے کے نظریے" کے پیش نظر امریکہ نے حالات سے سمجھوتہ کرنے کی راہ اختیار کر لی ہے' جبکہ بھارت کو ایشیائی بحرالکاہل کے اتحاد میں چین کے خلاف اہم شراکت دار کا کردار سونپا گیا ہے' جیسا کہ مشرق وسطی میں اسرائیل کو حاصل ہے۔

یہ بڑے مثبت اشارے ہیں جو افغانستان کے پرامن مستقبل کی نشاندہی کرتے ہیں جہاں امن و استحکام قائم ہونے کے اثرات پاکستان تک بھی پہنچیں گے اور بھارت اور اتحادیوں کی سازشوں سے حکومتی

سرپرستی میں افغانستان کی سرزمین سے پاکستان میں جاری دہشت گردی کا سلسلہ بھی ختم ہوگا۔اس طرح امریکہ کا بھارت کو کابل سے ڈھاکہ تک علاقائی موثر طاقت بنانے کا خواب بھی شرمندہ تعبیر نہیں ہوسکے گا اور افغانستان کے قریبی چھ ممالک کے درمیان علاقائی امن قائم ہونے کے سبب ایشیاء کے قلب میں طاقت کا توازن بھی قائم ہوگا جو عالمی امن کیلئے بھی اشد ضروری ہے۔

پاکستان کی خارجہ پالیسی کے اہداف ایک نئے انداز سے متعین کئے جارہے ہیں جو کسی اعتبار سے معذرت خواہانہ نہیں ہیں۔جنرل راحیل شریف کا کابل جاکر بھارت کی جانب سے پاکستان کے خلاف 2005ء سے جاری سازشی نیٹ ورک کو بند کرانے اور پاکستانی دہشت گردوں کی افغان سرزمین سے جاری دہشت گردی کی کاروائیوں کو ختم کرانے کی درخواست کرنا اہمیت کا حامل ہے۔اسی طرح جنرل راحیل نے برطانیہ جاکر حکومت کو بتایا کہ ''یہ کوئی پہلا موقع نہیں کہ ان کی سرزمین سے 'لندن پلان' کی صدا بلند ہوئی ہے۔'' ہمارے پاس اس امر کے ٹھوس ثبوت ہیں کہ پاکستان دشمن عناصر کو وہاں نہ صرف ٹھکانے دیے جاتے ہیں بلکہ ان کو سرمایہ بھی فراہم کیا جاتا ہے اور اس سلسلے کو اب ختم ہونا چاہیے۔اس سے قبل انہوں نے دو ہفتے کا امریکہ کا بھی دورہ کیا اور اس دوران انہوں نے امریکی اکابرین کو ایشیاء کے قلب میں ابھرنے والے نئے حقائق سے آگاہ کرنے کے علاوہ پاکستان کی سلامتی کے حوالے سے خدشات و اہداف سے بھی آگاہ کیا اور 'سمجھایا' یہاں تک کہ وہ سمجھ گئے۔

اور جب جان کیری پاکستان کے دورے پر آئے تو امریکی سوچ میں رونما ہونے والی تبدیلی بآسانی دیکھی جاسکتی تھی۔امریکہ کی اپنی کوئی خارجہ پالیسی نہیں ہے۔مسئلہ کشمیر پر ان کی خارجہ پالیسی کے اقدامات مکمل طور پر بھارت نواز تھے جبکہ انہوں نے پاکستان سے ''ڈومور'' کا پرانا مطالبہ دہراتے ہوئے حقانی نیٹ ورک اور افغان طالبان کے خلاف کاروائی پر بھی زور دیا۔یوں لگتا ہے کہ امریکیوں کی نظر میں شاید ہم ابھی تک افغانستان کے خلاف جنگ میں شامل ہونے کے فیصلے پر عمل پیرا ہیں۔اب مناسب وقت ہے کہ امریکہ خطے کے ابھرتے ہوئے نئے حقائق کو مدنظر رکھتے ہوئے اپنی حکمت عملی میں حالات کے مطابق ہم آہنگی پیدا کرے۔خصوصاً اس وقت جب دہشت گردی کے خلاف ہماری جنگ اپنے منطقی انجام کو پہنچنے کے قریب ہے اور ان شاء اللہ اختتامی اہداف بھی ایشیاء کے قلب کے ممالک کے اہداف سے ہم آہنگ ہوں گے جو نہ صرف خطے میں امن و استحکام کیلئے ایک اہم ضرورت ہے بلکہ عالمی امن کیلئے طاقت سے حاصل ہونے والے توازن کو مرکزیت بھی حاصل ہوگی۔یہ مثبت تبدیلیاں عالمی امن کیلئے بہت اہم ہیں۔